REGISTERED No. A. 780



منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ نمبر و تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی عہ سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپکے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چہ بہتر کے [illegible] روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں ورنہ الخیر شرالسلامت۔ جب ہر ایک مشہور کیا رکھا ہے پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ پانچ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ درم و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں راستہ میں [illegible] گم ہو جاتا ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار شکایت نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے [illegible] نیاز مند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کرلی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین شاید اودھ پنچ کی سمجھ کی پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک اُن میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنہیں خط و کتابت اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ نمبر ۴۲

مضامین

۱۰ نومبر ۱۹۳۸ء

شاعری و تفریحات پنچ

(کیا وہ دن پھر کبھی نہ آئیں گے)

کیوں مری جاں وہ کیا زمانہ تھا (۱) پھر بسر تیرا آستانہ تھا
اور نہ ملنے کا اک بہانہ تھا ہر گھڑی عشق کا فسانہ تھا
کیا وہ دن پھر کبھی نہ آئیں گے

تفریح - بے شک تاوقتیکہ حال میں بہ غلطت بیچارگی رشتہ موجود ہے۔

جب اندھیرا جہاں میں چھاتا تھا (۲) چھپ کے میں تیرے پاس آتا تھا
تجھکو آہستہ سے بلاتا تھا تیرا سب جسم کانپ جاتا تھا
کیا وہ دن پھر کبھی نہ آئیں گے

تفریح - آسائش میں خلل اندازی بھی خلاف قیاس ہے۔ اور تجویز جرمانہ بھی کرنا ہے

ہے کیا دن تھے اور کیا راتیں مجھکو یاد ہیں جب ملاقاتیں
آہ وہ حسن و عشق کی گھاتیں ہوتی تھیں رات رات بھر باتیں
کیا وہ دن پھر کبھی نہ آئیں گے

تفریح - دن رات روز بدلتے ہیں نہ بدلیں گے۔ یعنی جسمانی قوت کی آسائش فرمایئے اگر وہ بحال ہے تو دن وہی ہیں جو تھے۔

کیا تری چال دل لبھاتی تھی کس قدر بے قدم اٹھاتی تھی
اور جب مجھکو دیکھ پاتی تھی وہ حیا شرما کے بیٹھ جاتی تھی
کیا وہ دن پھر کبھی نہ آئیں گے

تفریح - شرم و حیا کا بیجا دستور ہے۔ لہذا شرم آئے گی نہ دن آئینگے۔

ہائے وہ شانے وہ زلفیں بل کھاتی وہ جوانی کا سن وہ رعنائی
آہ وہ صبح و شام یکجائی اے وہ صحبتیں وہ تنہائی
کیا وہ دن پھر کبھی نہ آئیں گے

تفریح - زلفیں بار بعد و شانہ قینچی کے نذر ہو گئیں۔ اب رات کی وہم نہیں رہی وہ بے ننگ دوری سو دن ہی دن ہے۔

کبھی تیوری ترا چڑھا لینا وہ کلائی کبھی جھٹک لینا
کبھی کچھ ہنس کے منہ چھپا لینا کبھی شرما کے سر جھکا لینا
کیا وہ دن پھر کبھی نہ آئیں گے

تفریح - آئیں شاہ بازی کا زمانہ ادب نشین حافظ طلب ہے۔ جواب اس کے لئے۔

نیند میں وہ خمار کی باتیں دل کے صبر و قرار کی باتیں
عشق بے اختیار کی باتیں چپکے چپکے وہ پیار کی باتیں
کیا وہ دن پھر کبھی نہ آئیں گے

تفریح - آئینہ لے کے دیکھیے اگر سر و ریش پہ کافوری بالوں کی جائیں اور کمال کی نقش پر شیب کا نو تشریف لا آئے ہیں۔ تو وہ ضرور آئینگے۔

آہ وہ تیرے حسن کے جادو جس کے جلووں سے دل تھا بیقابو
اب وہ تیرے کھلے ہوئے گیسو اے تری دولائی کی خوشبو
کیا وہ دن پھر کبھی نہ آئیں گے

تفریح - دولائی کا رواج پھر ہو جائے خوشبو کوئی جنگلی شے نہیں۔

کیا ہوئے آہ اب وہ لیل و نہار کیا ہوئی وہ مرے چمن کی بہار
اب نہ وہ نشہ ہے نہ اب وہ خمار خشک سالی کی نذر ہے گلزار
کیا وہ دن پھر کبھی نہ آئیں گے

تفریح - کیا چمن موجود ہے؟ اگر ہے تو بہار آج نہیں دو چار دن بعد آسکتی ہے۔

مجھ سے کوئی اگر ہوئی ہے خطا بخش دے اس خطا کو بہر خدا
رحم فرما کہ ہوں غلام ترا مجھ کو لللہ دے جواب اسکا
کیا وہ دن پھر کبھی نہ آئیں گے

تفریح - شاعر حال کی تہذیب میں یہ ایک اخلاقی کمزوری ہے۔ لہذا جواب نفی ہے۔

کب تلک آخر دل کی پامالی تو نے ملنے کی کیوں قسم کھالی
راتیں اب بھی تو آتی ہیں کالی زلف اب میرے گیسوؤں والی
کیا وہ دن پھر کبھی نہ آئیں گے

تفریح - بیا ز غزن کا حوالہ یا کسی کی ذات سے نسبت دینا گستاخی ہے۔ یہ مسئل ایک دفعہ ... و تعزیرات ہند۔

خواجہ حسن علی خاں خمار ملیح آبادی

چودھویں صدی

رشید کا گول کمرہ سعید کا داخل ہونا

سعید - کمرہ میں داخل ہو کر بھائی رشید سلام علیکم۔

رشید - وعلیکم السلام آیئے (سعید کرسی پر بیٹھ گیا اور رشید کچھ سوچنے لگا)

سعید - (تھوڑی دیر بعد) اچھا بھائی رشید سلام علیکم اب اجازت دیجیے؟

رشید - (ہیں) کیا آئے کیا چلے؟

سعید - جی ہاں۔ انشاء اللہ آج سے آپ کے یہاں آنے والے پر تین حرف۔

رشید - آپ بھی الاودم فاختہ ہیں گے۔ بیٹھے بیٹھے کیا خیال آگیا۔ سلام تو ہے کہ آج کسی نے چوک میں سر اقدس کے ساتھ اپنے چہرے ۲ الو تصویر کا پیش خیمہ کیا۔

سعید - خیر مزاج با اصلاح رکھیے۔ میں آپ کی بچاودستی کا گریز خراب ہو۔

آپ میری کوئی عزت نہیں کرتے۔ یہ باتیں میں اس عرصہ سے دیکھ رہا ہوں کل بھی میں آدھ گھنٹہ بیٹھا رہا اور آپ منھ لگائے ساکت رہے۔

رشید۔ یہ اس کی وجہ ہے جو تم کیا نہیں جانتے کہ دنیا کا یہ برتاؤ ہے کہ مجھے زندگی دو بھر ہو گئی ہے۔ میں جتنا کام کرتا ہوں اتنا ہی بگڑتا ہے۔ ادھر تمہاری باتوں سے خفا ہو سکتے ہیں۔ میں تمہارا نام لے کر دل میں خفا ہوا۔

سعید۔ میں تو کبھی خفا کا سبب نہیں ہوا۔ ہاں دو ایک روز ہی آپ کی صحبت زیادہ رہنے لگی ہے آپ صحبت کے اثر سے ہو گئے۔ غلط جلا ہے تم نے اس کا آپ کی صحبت میں کیا کام ہے کہ مجھے پینسکر اٹھا جاوے۔ کیونکہ میں بہت مشہور ہوں اور مجھے مقطع کہتے ہیں۔ اچھا یہ بتائیے وہ کونسی فکر ہے جس نے آپ کا دل توڑ دیا؟

رشید۔ بھائی سعید۔ میں تم سے کیا کہوں مقدمہ بازی کی فکر نے مجھے کہیں کا نہ رکھا۔ میں نے پیروی کر کے بیٹھا ہوں۔

سعید۔ مگر تم نے بھی کبھی مقدمہ کا نام لیا ہے اس کی تو شکایت بہت ہے ... مقدمہ ... کے لئے زیادہ سے زیادہ خرچ نہیں کرتی۔

رشید۔ آخر سلامی تو روپیہ بھی کوئی شے ہے؟

سعید۔ مقدمہ کی کیفیت اپنی جیتا ہے یا نہیں یہ ہے اگر ایسا مقدمہ کے اسباب کیا ہیں؟

رشید۔ جناب بہت ہیں کہاں تک بیان کروں۔ بلکہ میں اس بات پر خفا ہوں کہ جا بجا اسے کم گئی اور مقدمہ چلتا گیا۔ مقدمہ بازی خود بری چیز ہے۔ اس کے علاوہ جتنا کام کیا اس سے زیادہ بھی کی زبان وقیع ہے۔ پیچ ہیں سماعت

مولوی صاحب کیوں بیچ دیکھ کر گھنٹوں میں باہر ہی جاتا ہوں کی طرح ہم سے ایک جلد آپ ہو جاتا ہے غیرت کا تقاضا ہوتا تو یہاں بھی دو تین بار ایک ہی ہی مرتبہ ہو جاتے ہیں۔

سعید۔ خیر غنیمت ہے کہ ان صاحب کے اجلاس پر مقدمہ ہے وہ نہایت منصف آدمی ہیں اور کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ ترتیب وار مقدمات کی ...

رشید۔ اس بھائی یہ بھی اچھا ہوا مگر میں نے سنا ہے کہ ایک شخص کا ایک مقدمہ ... سنا ہو یہاں

زمانے میں رہتا ہے۔ یہ بھی خیال ہے کہ کسی نے اس کو کئے لئے بھی حصہ لیا ہو۔

رشید۔ جی ہاں رکھیے تو ابھی میں اس طرح سے ملوں گا بھی۔ نہ کچھ کیا سعد ادا ہیں ہے گرا اور مرا ہو گیا۔ یہ بیرونی معاملات بیان کرتے کی جاتی ہے تا شب ہیرنا کہ ختم ہوا اس بیچارہ کے جاننے والے گھبرا گئے۔ گئی تو نہیں ترکیب ہیں۔ ہر ادا کی بہت دادا ورد سے مستقل ان کے جلد چہرہ پر پریشانی کے آثار ظاہر تھے۔

سعید۔ وقت قریب آ گیا انشاء اللہ اب کل صبح آؤں گا آپ علاوہ مقدمہ کی بابت معلومات حاصل کرونگا۔ مجھکو بھی اس مقدمہ سے دلچسپی ہو گئی ہے مگر آپ کی طرح نہیں۔ ایسا منظر نہیں کہ وہ مستور رکھ بھول جائے۔ سلام

(باقی آئندہ)

خواجہ حسن نظامی قیس آبادی



اچھوں بار برداری بھی ہوئی پاسی

افسانہ عزیز و عزیزہ

تتمہ ۱۰ نومبر ۱۹۱۳ء

نسبتہ

شعر مذکور کے بعد ایک شعر قطعہ کا درج جس کی بابت نہیں ہے حضرت الاسیر بالنعیم تو بہم وعاشق المسکین ... داغ ہیں اسیروں کو خوش ادائیاں گوارا ہوتی ہیاروں کے عاشق کا ترقی ہونے کے گوارے کیلئے نہ ہے مبارک۔ فنا عاشق نہ کر ووجت دونوں کے واسطے یکساں بغیر علامت تانیث پڑھا جاتے ہوئے مستعمل ہوتا ہے۔ ان اشعار میں اختلاف روایات میں بھی چند شعر شامل ہیں۔ انجام سے راویوں کی غلطیاں گنوانے کے ٹھیک دل نشیں انجام میں جا کر راوی غریب عزیزہ نے مکیکو شرارت کی نقل میں شعر کے خوش نہیں ہوتی بیان کیا گیا تھے اور حاتم کو سادہ طرح حریصی آنے میں بہت آزاد

اس نے تکرار اپنی جان بچانے کے واسطے دیدے کی ... سلام۔ مرحوم عزیز نے اپنا رخ بدلا اور کہا کہ سفینہ کی کاوش رسول کا ان کیا اچھا ہے کہ کتاب پانی۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ اس کا زبانی یہ شعر مشکور ہے خود کے اتفاقی یا ایک یہ وقت ہے کہ تمکو اس سے بچا ... سمجھنا ستم شعار گرتا ہے اے زمانہ

سعید۔ سچ ہے بھائی آج اب بھی زمانہ ہے ... کو بھی لوگ ... نکتے ہیں ... جا بجا جاننا پڑا

کہ یہ آگ بدن نے اپنی آنکھیں کھو دیئے تھے سوچ کے دل پر جو کچھ گزرنے والی تھی گزر چکی۔ بات ہونے نہیں پائی کہ جب میاں عزیز نے اس والہ زار شیفتان کی بات کے ساتھ رخصت کے وقت آخری خبر پوچھا تو اس نے کہا اے بھائی کوئی پاس ہے کا فور ملا اور دریافت کیا کہ ان اشعار کی زبان بجا نیاز تمہاری کون ہوتی ہے عزیز نے کہا میری بھابی کی لڑکی۔ وہ لڑکی بولی جنہیں دیکھا نہیں۔ الٰہی پھر خدا کی مار معلوم ہوتا ہے کہ وہ تیری عاشق تھی۔ بچے نے کہا برس اس کے احسان کا بدلہ کر اپنی جان اس پر تو نے بہت ظلم کیا۔ میاں عزیز نے بیان کیا کہ میں تو تمہارے اشارہ ہی کا مطلب سمجھ سکا تھا ہی۔ ورنہ میں کیا بتا سکتا تھا۔ وہ لڑکی احمد ولی کی کہ وہ بچے کا آنچل بھیگ گیا۔ بیگم بے ہوش ہو گئی ہیں بچے کو گرم چاہ ہوا تھا۔ غرض اس کے بعد پہنچ گئے گھر دو آخری تیاری تھی۔ علاوہ ازیں کی روح زمانہ خوشبو ملک میں تھی۔ وہ بڑی بہ ہنگ اور قدم گئے ہی عزیز کی ماں نے ڈانٹ بتائی:-

ہاتھ دل تیرے بیچ شکار نہ بیٹھنا مجھ سے کہیو۔ عزیز کا خون تیری گردن پر ہے خدا معلوم اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا کہ وہیں تڑپ تڑپ کے مر گئی۔ دیکھنا آج کے دن کیا حال ہوتا ہے۔ تین روز تک بھگ بنا لیا زرگ قبر پر بیٹھا روتے رہے۔ میاں عزیز کے دل پر تھوڑا سا اثر ہوا تھا تین دن میں جاتا رہا پھر وہ تماشے دیکھنے آئینہ میں صورت دیکھی وضو پانی کر پہناتے قصد کیا کہ روانہ ہوں۔ ماں نے تنگی لی۔

ادھر آ میری ایک بات سنتا جا۔ سنا کس آخر یلغار کیا ہے تو وہاں کہاں صبر کرتا ہے۔ ایسی کیسی بیٹی کی چاہ جہاں سرگرم ایک لڑکی چل بسی ہے ہوئے اسے عزیز شک کے ہونے کچھ بھی نہیں ہے۔ ان نے سمجھایا کہ کچھ بھی نہیں کا حال اس کے دن معلوم ہوگا۔ میں عزیزہ سے حال پوچھتی رہی گزرنے کچھ نہ بیان کیا۔ اب تجھ سے پوچھتی ہوں تو کچھ تو بھی نہیں کتا۔ تیرا جسم کا ماگر مرحومہ مرتے وقت وصیت کر گئی ہے کہ عزیز جو کہیں جائے جب وہ سب پھول جائے پر آدمی ہو تو اس سے کہہ دینا کہ میں نے اپنا خون تجھ سے معاف کیا۔

وارث حق ہو آخر ایک دن مرنی ہم ہوئے جیسے ہو تجھ دیکھا نہیں خبر کیا بادکر و مگر مہر نے تمہیں کار کے بچے ہے جو اس دن بھی ہوں سچ کر رخصت کے وقت پھر کہ کر دینا تمہارے کام آئیے۔ وہ ایک مہر خرید بھی ہو سکتی ہو مگر میں تمہیں اس وقت دونگی جب تم اپنے کیے پر پچھتاؤ گے اور ہم کا عزیز پر آنسو بہاؤ گے۔ وصیت سن کے میاں عزیز نے جلتے ہوئے سے

اسپ دل ہو سو گفتن رحظ
تر دو سخن آ جلی در سنگ

ملال نے آپ ہوئے اقبال کیا جو دن غائب رہے پھر گھڑی جھنجلائی میاں عزیز نے اپنی امام کو اپنی کہانی بھائی کی وصیت کا حال بیان کیا کہ رہتے وقت تمہیں پیام وہ گئی ہے الوفاء ملیح والعہد قبیح وہ وفاداری اچھی ہے اور یہ وفا کی بڑی بری کلمات سنتے ہی وہ اور دہاڑیں مار کے رونے لگے اقبال کہا کہ میں تو خاک تھی جان پر کھیل گئی عشق کا نہ اشغل ہو اسے جو پہلے سے حال معلوم ہوتا تو میں بھی اس احسان کا عوض اتارتی اب مجبوری ہے تیرے معشوق کی جان بچ جانے گی گر یہ خیرا کا ذری ہے کسی نہ کسی آفت میں اپنے تئیں پھنسا لیگا ایسے کی سزا پائے گا۔ عزیزہ کے بخیات کے سوا اور کوئی چیز فائدہ نہیں پہنچائی۔ جب تک زندہ رہو تیری قبر پر آنسو بہاؤں گی تاکہ تجھ کو معلوم ہو۔ میاں عزیز کا جسے بچھانے کی ترد کھاو۔ یہ کہہ کے زیور اور خرچیوں کا ساتھ لیا اشتہار ہے وہ میں عزیزہ کا نام رکھ کے فقرا کو تقسیم کر دیا۔ پھر ساری زیور لائی قبر پر چڑھاوا چڑھایا اور پڑھ کر بادعا ہے اور اقرار کہہ کے

عروت عقیق مدارس و سط روضۃ
علیہ من النعمان سیوشقائق
فقلت لمن ذہ بقبر جاء مبلی الثری
جادیہ فقد القبر برزم عاشق
فقلت رمانہ اللہ یا ستیت الفوی
واسکنہ الفردوس عالی الشوامق
مساکین اہل العشق حتی قبورہم
علیہا تراب الذل بین الخلائق

ادیو سستغفر نوغان عتاک بیڈوخہ
واستینا من دعی المشق اشق

رحمان نے تمھارا یہ ہے کہ آدمی کے ایک پتلی قبر کی طرف سے گزر ہوا جس پر سات پھول لالہ کے اُگے تھے میں نے پوچھا تو کس کی قبر ہے خاک نے جواب دیا یہ بیچارا عاشق جو ایک عاشق کا مسکن ہے۔ میں بولی کہ اسے کشتۂ محبت خدا تیرا نگہبان ہو اور تیرا درجہ بلند کرے اے بیچارے عاشقوں کی قبر پر بھی بیکسی اور ذلت برستی ہے کاش میں ایک باغ لگانے کی زحمت اٹھاتی اور لگاتا اور آنسوؤں کی جھڑی سے سینچتی رہتی۔ اس اختتام و اہتمام کے بعد والہ شیفتان کی طالع اپنی دیا نے میاں عزیز کی جانب متوجہ ہوئی کہ سنو میاں اٹھ کی ذرہ تا ذخیرہ تم کبھی نہ بچے ہو تم سے وعدہ کی ہو آئی ہے آج کی بات مشکل عزیزہ کے قتل کی کہتی تھی وہ گھر کو کی اب میں بیخ دل کا حال کہتی ہوں کہ تیرا اور میرے شوہر کے سوا کسی دوسری عورت کا شوہر نہ دیکھنا ورنہ پچھتاؤ گے مرا یاد رکھیں نباہ کرو پر اتری تھی گر وہ حقیقت تھا۔ مدرسہ کی لڑکی تھی۔ اب حال دل گیا ہے عزیزہ کی وصیت پوری کرونگی ہو دل کی اچھے کیے کو پھر گی جب تک تم میرے ہو کے رہو گے کوئی دکھ نہ سہو گے ورنہ کے فن فریب سے ترا واقف ہو اگر دوسری کے چکر میں پھنسے تو ہاتھ سر پر رکھ کے روؤ گے۔ دیکھو باد آنے یا آنے میں کوتاہی نہ کرنا۔ اس روز سے میاں عزیز کا معمول ہو گیا دن بھر گھر میں رہتے شب کو دوانہ کی خدمت کرتے وہ بھی ماں کی طرح شفقت سے پیش آتی۔ آنچل کی آڑ میں دودھ پلاتی۔ صبح شام یہی کام ہو گیا۔ دوانہ کی خبر نہ باپ کی پروا۔ مدت تک یہی حال رہا میاں عزیز کھانی کے دانہ خوری کے بکرے ہو گئے۔ ایک سہ پہر شام کا وقت تھا تماشہ دیکھ رہے تھے گھر سے دو چار جام شراب کے چڑھا کے ہو چلے تو نشہ کی ترنگ میں باد وہ پھول گئے یہ تو آگی قدیم عادت تھی ایسا کہ وہ کا نام کو جاتے تھے تو تنگ مشہور ہے گھر تھا وہ اصل میں کوچہ قحب گیا سننے کو سامنے ایک شاندار سی تھا اسکا قبیل نہ ہو ماند کو ایک طرح شیفتان

بی نانی جھنکی اس طرح کی بات سے بیزار ہوگئی اور عاقلہ
کی بہن ہاتھ میں قلم لیے بیٹھی اور کاغذ سامنے بڑھا کے
بولی اے میاں تم کچھ پڑھنا بھی جانتے ہو۔ انہوں
نے کاغذ ہاتھ میں لیا۔ لکھا تھا کہ سب خیریت ہے بعد سلام
و سلام کے مضمون سن کے بڑے میاں خوش ہوئی اور
دروازے کی طرف چلی۔ میاں پیشاب نے دروازہ کا
میاں عزیز کو آکے گھیر لیا۔ نہ بیٹھ جائے بیٹھے بھی
کر نہ کچھ بن جائے کہ کیا تھا کہ وہ لڑکا دہرائی ادا کی
پیش لائی کر صاحبزادے ذری اندر چل کے خط کا جواب
کاتب کی بہن کو سنا دو۔ وہ غریب بھائی کے فراق کی
جو ٹھی ہے بہت صدمہ گنا نی تمام ہو سو ہو میرے
کہنے پر یقین نہیں کرتی جانتی ہے کہ میں بہلا کے
پھسلاتی ہوں خط کا مضمون اپنی طرف سے گڑھ کے
سناتی ہوں۔ میاں اپنی جوانی کو سلام۔ پھر دو قدم
ہیں کہ ایک مصیبت زدہ کے دل کو تمہارے دو
ثواب ہوگا۔ ابھی ایک ایک مدعی کے منہ کو بڑھ کر
پو الی کا سکھ دیکھنا نصیب۔ میاں عزیز [illegible]
پھاٹک کے پاس آئے۔ پھاٹک ایک ڈال کو
کا بنا تھا۔ بیچ کے دریچے سے [illegible] جو جھانکا تھا
نے لونڈی نے منہ ڈالا دریچے سے جھانکا تھا نے جو ٹولی
[illegible] میاں عزیز [illegible]
کی طرف گئے۔ ابھی [illegible] سنبھلے نہ تھے کہ دروازہ
بند ہوا [illegible] کے ہمراہ کی صدا آئی [illegible]
نے فارسی میں کچھ کہا جب میاں عزیز [illegible]
شاید اس نے کہا ہو کہ بی بی کو کوئی دیکھ [illegible]
بڑھیا آئی۔ ایک [illegible] صورت ایک شکل سے
[illegible] جہاں لڑکی آستینیں چڑھائے تلوار
[illegible] سنگ مرمر کی سی [illegible]
[illegible] دروازے کے [illegible] کے [illegible]
[illegible] پی بی [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] کا غذ کا پرزہ [illegible]
[illegible] میں تھا عزیز [illegible] کہ میاں آگے
[illegible] آگے [illegible] جیسا تھا
عزیز دروازے کے [illegible] پیچھے گئے تو وہ ستون
پیچھے رک گئی کہ انہیں تمام [illegible] کرنا پڑا۔

اب آؤ تو جاؤ کہاں پھر بڑھیا نے خشونت سے مکّا کھ
دکھا کے انہیں اندر دھکیلا باہر سے کنڈی چڑھا دی۔
[illegible] بیگم صاحب [illegible] کی طرح [illegible]
[illegible] کے [illegible] شربت [illegible] کے [illegible]
میں آگئے ہیں۔ ایک [illegible] قمریاں [illegible]
کنول میں [illegible] اور [illegible] لگانے [illegible]
جہاں [illegible] گئے [illegible] عشق اور محبت
عتاب [illegible] کے [illegible] خشونت
پہلے ان [illegible] بادوں کے ذرے پر قربان
[illegible] لٹکتے [illegible] اتنا [illegible]
[illegible] اتنا سینچا۔ [illegible] سخت تھی کہ
میاں عزیز کو ہوش سنبھالنے کی مہلت نہ ملی اور
اکیلے ایک [illegible] سات [illegible] پیچ کے
عالم [illegible] جگہ جل گئی۔ پھر [illegible]
[illegible] ایسی [illegible] کی [illegible] میاں عزیز
کے [illegible] بیگم [illegible] کے [illegible]
[illegible] میں آؤ [illegible] کھولا [illegible]
[illegible] سے ایک غزل [illegible]
جاتے ہو [illegible] دور [illegible] پڑھ دو
[illegible] حاضر [illegible] اور [illegible]
[illegible] اب اس جلدی کا حق ہے ہمارے
ایک سال سے جلدی تمہارے فراق میں [illegible]
[illegible] ہے اور [illegible] مجھے [illegible] کے مزے
[illegible] ہے

قسم بعشق تو ہرگز نبی [illegible]
[illegible] وگرنہ [illegible] زندہ

میاں عزیز نے پہلے تو انکار کیا مگر جب [illegible]
کی داستان [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کے
عذاب سے ڈرایا تو پھر [illegible] ہو کے ہجاد کرتے ہی
کیا [illegible] خوب [illegible] ہے۔ پھر یہ دوسری [illegible]
[illegible] اول سے آخر تک حال سن کے بولی کہ
اب میں بھی [illegible] الوفا [illegible]
کے [illegible] اور [illegible] کے [illegible]
[illegible] کی میاں عزیز اس [illegible] کو [illegible] کے
ساتھ دیکھتے رہے۔ [illegible] کے بعد [illegible] کہا

کہ اب بھی تم اس [illegible] کی [illegible] ہی جان بچا [illegible]
ہے وہ [illegible] دل [illegible]
جانوں کی [illegible] خاک میں [illegible]
پڑ [illegible] ہے۔ میں خدا سے دعا
مانگتی تھی کہ ایک ہی شب کے لیے تم ہمارے دل کی
حسرت نکالو ہمارے [illegible] ہو کہ [illegible]
کہ ان کے سن ہو کہ یہاں کسی چیز کی کمی نہیں مرغ
دل کی طرح سے گزارو۔ پہننے اور کھانے کے لیے جوڑا
موجود ہے پہنو اور کھاؤ [illegible] اس
[illegible] نانی [illegible] سے پکار کے کہا
بی بی [illegible] کس بات کی ہے [illegible]
[illegible] قاضی اور گواہوں کو ساتھ لائی [illegible]
[illegible] چھٹ [illegible] پڑھا گیا [illegible]
نے [illegible] قرار [illegible]
دس ہزار [illegible] ہیرے [illegible]
[illegible] اور [illegible] کے [illegible] ہوئے۔ [illegible]
نے [illegible] کی [illegible] میں [illegible] کی
[illegible] میاں عزیز [illegible] بی بی ہوں تم شوہر [illegible]
اب [illegible] کا خیال کرو [illegible]
نے رشتہ [illegible]۔ صبح کو میاں عزیز نے
[illegible] کی [illegible] مسکرائی۔ [illegible]
پڑا تھا [illegible] جاؤ
[illegible] کوئی [illegible] نہیں [illegible]
کے [illegible] میاں سال [illegible]
[illegible] ضرورت کی چیزیں مہیا کرنے کے بعد
پھر بند ہو جاتا ہے مکان وسیع ہے [illegible]
[illegible] پیدا ہوتی ہے [illegible] کے لیے [illegible] ہیں
لونڈی غلام سب کام انجام دیتے ہیں۔ اب [illegible]
[illegible] انتظار کرو [illegible]
[illegible] اور تم [illegible] ایک ہی [illegible] میں [illegible]
نکلنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میاں عزیز سال بھر تک
اسی [illegible] میں [illegible] اس [illegible] میں ایک [illegible]
[illegible] بھی [illegible] دوسرا [illegible] کھلنے
کی صدا [illegible] طبیعت آزادی [illegible]
[illegible] کے [illegible] کا قصہ کیا [illegible]



"خاص نمبروں کی گھڑی تیسیر طلب ہی کی ہانڈی ٹھلی اور مٹھی بند"

غالب چہ عجب گر بنوازند گدا را   اس ہانڈی سے محتاجوں کو دلواؤ خدارا

جو صاحب نیساری عطارہ یا عطروالوں کے درش صحیح پتہ حافظ سیتا محمد رفیق صاحب باغ لکھنؤ کو دیجیے ان کو ہاشمی عطر مفت روانہ ہوگا۔

پہلے قسم کھا کر ظاہر ہوتے ہی [illegible]
کہیں دو چار دن کا واسطہ [illegible] سے ہاتھ دھو [illegible]
[illegible] منتقل ہو جائے گا پھر [illegible]
[illegible] قسم کھائی تھی [illegible] باقی تھا [illegible]
[illegible] کا مکان راہ میں تھا دیکھے گیا [illegible] باغ کا
دروازہ [illegible] کی طرح کھلا [illegible]
[illegible] اس مکان سے غائب [illegible]
ہے باغ کا میدان طے کر کے مکان میں قدم رکھا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

المتصرات

[illegible]

وفات کر گئے ہیں [illegible] جنرل [illegible] کا کسی نے کیا کر لیا؟

امیر المومنین حال یعنی ہمارے پرانے دوست حاجی شوکت علی صاحب فرماتے ہیں مسلمان کچھ نہیں ہیں اگر ہندو لڑنے پر آمادہ ہیں تو بسم اللہ

اگر جنگ ہی ہوئی تو ادھر ہم ورنگ

ہم بھی لڑنے پر آمادہ ہیں۔ آؤ ہم التماس کرتے ہیں کہ خدا آپ کو سب کچھ دے [illegible] تو ہے [illegible] ہو وہاں سبیل ۔۔۔۔۔ [illegible] ہیں ہو تا ہے [illegible] ہوگا۔

لاحول ولا قوۃ خاں بہادران ہند۔ ہم [illegible] قوم [illegible] عوام [illegible] جیسے [illegible] کے قائل نہ تھے مگر خیال [illegible] ہو سکتے ہیں اور کلمات کے اثر سے بھوت پریت کی طرح انسان بھی بھاگ جاتے ہیں۔ چنانچہ بالفعل تجربہ کیا گیا کہ میں جلسے میں خاں بہادر آنریری مجسٹریٹ۔ او۔ بی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ [illegible] آئی۔ ای۔ وغیرہ ہیں اور آپ کا دل چاہے کہ یہ سب جلسے کے دماغ میں تو تر پیدا کرنے پائیں تو فوراً [illegible] ایک [illegible] اور ایک [illegible] کی طرح عادت [illegible] کوئی قید نہیں [illegible] آزادی۔ آزادی آزادی [illegible] اور تالی بجائیے [illegible] بھاگ جائیں گے جیسے بقول [illegible] کے [illegible] قرآن [illegible] لاحول [illegible] سے [illegible] ہے نظر ہے۔

دو نفتیں بہت کم کجا ہوتی ہیں۔ دیکھیے ہمارے دوست مرزا [illegible] حسین [illegible] جنرل سکرٹری خلیفہ کانفرنس کی اہلیہ محترمہ انتقال کر گئیں۔ صرف ایک ہی [illegible] ہوگی جس کا نام ہے [illegible] امید ہے کہ مرزا صاحب اب اس [illegible] لگا لیں گے اگر [illegible] کی [illegible] میں [illegible]

غیر میں اخلاق اور نیک تھیں۔ قوم بہت ترش مزاج [illegible] ہیں ہے۔ [illegible]

افواہ گرم ہے کہ سید جالب صاحب روزنامہ ہمدم کے ایڈیٹر ہمدم سے جدا ہونے والے ہیں۔ بغیر کسی مجبوری کے ہمدم سے جدائی کوئی عاقل گوارا نہیں کر سکتا۔ پس اگر یہ خبر صحیح ہے تو اس کا وجود بھی یقینی ہے۔ سید صاحب نے ہمدم کی خدمت میں بہت [illegible] اور اس وقت تک نیک نامی کے ساتھ [illegible]

ہو اؤں کے جھکڑوں میں ثابت قدم رہے ہمدم کا [illegible] اس تغیر میں تہنیت کا مستحق [illegible]

قدیم طرز تعلیم کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ ایک ہی کام عمر بھر حاصل کرتے ہیں عمر بھر کی محنت سے نہیں [illegible] مثلاً منطق کے نصاب کا یہ حال ہے کہ ایک ہی متن کی سیکڑوں شرحیں بچپن سے لے کے [illegible] پہنچنے تک پڑھتے رہے لیکن جب زبان کھولی تو منطق سے [illegible] ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا دستور العمل ہماری نگاہ سے گزرا۔ کیسے ممکن ہے کہ تمام قواعد پر بحث کرے [illegible] ایک جلد میں [illegible] صرف ایک [illegible] ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"ہر مدرس پر پرنسپل مدرسہ کے احکام کی پابندی لازم ہوگی۔"

یعنی خواہ وہ احکام فرائض مدرسہ سے متعلق ہوں یا جناب پرنسپل کے ذاتیات سے۔ مثلاً [illegible] اور جناب پرنسپل کو ضرورت داعی ہوئی تو مدرس [illegible] اس کام کے لئے نامزد فرمائیں تو پرنسپل فرض ہوگی۔

دوسری جگہ [illegible] ملاحظہ ہو:

"اگر مدرسہ کی [illegible] اوقات معینہ کے علاوہ اوقات میں کسی کام کی ضرورت درپیش ہو جائے اور پرنسپل منتظم تجویز کرے تو جس مدرس یا ملازم سے اس کا تعلق کیا جائیگا اسے پورا کرنا ضروری ہوگا"

[illegible] مدرس سے کہا جا سکتا ہے کہ کسی کام کے صرف ایک کام کی ضرورت اسوقت مدرسہ کو ہی ہوئی ہے اور وہ جہاد و کی خدمت ہے اس لئے کہ [illegible] تو [illegible] فرض ہوگا کہ اٹھائے [illegible] کی

صفائی کرتا پھرے [illegible] اور [illegible] پھر یہ کہ [illegible] منتظم صاحب کو صبح سے لے کے دوسری صبح تک مدرس [illegible] مدرسے کی جان اپنے کرنے کا حق بھی رکھتے ہیں۔ اسی لئے کہ جب تک کوئی ملازم یا مدرس [illegible] مثل حکومت کے ملازم کے دوسرے مقام پر [illegible] کر سکتا یعنی [illegible] گھنٹے مدرسے کے ہاتھ [illegible] اسلامی [illegible] کر کے [illegible] قواعد کے اعتبار ترتیب [illegible] کے [illegible] ذکر نہیں۔

بعض جرائد ناقل ہیں کہ اعلیٰحضرت شہریار دکن [illegible] بعد نماز جمعہ جامع مسجد دہلی میں خلیفہ بنادیے گئے۔ اسکے بعد ریاست دہلی میں [illegible] اخبارات کا [illegible] بعنوان "امام [illegible] ہے [illegible] کا [illegible] یہ خبر بھی شائع کی ہے وہ درست ہو [illegible] حکومت ہند مہاراجہ کشن پرشاد کی جگہ ایک انگریز وزیراعظم مقرر کرنے والی ہے۔ اب خدا جانے اس پر [illegible] قدرو قدرت خلیفہ کو کتنا تعلق ہے اور [illegible] کے رکون وسکون پر ہم اپنی ذات کو مبارکباد دیں یا حضرت خلیفہ کو [illegible] بالفرض اعتراف بھی ہے کہ ایوان [illegible] آزادی [illegible] زمہ داری سے خارج کیا جاتا ہے [illegible] خلیفہ ہے۔ یہ اعتراض باطل لغو ہے کہ بالفعل انگریزوں کی قسمت [illegible] رہا ہے جب دیکھیے [illegible] کی طرف [illegible] ہے جو انگریزوں کے ماتحت ہیں۔ امید ہے کہ حکومت ہند کے دل میں اس خلافت سے کوئی وسوسہ پیدا ہوگا اور [illegible] کا یہ [illegible] بھی [illegible] ہو جائیگا کہ [illegible] بجانے کے وقت ہم نے خلیفہ کی کیا مدد کی؟۔ دیکھیے خلافت کمیٹی بمبئی کا دفتر اب بلدہ حیدرآباد میں اپنا مستقر قرار دیتا ہے کیا [illegible] کہ اس کمیٹی کی پرورش کرنی لازمی ہے جبکہ ایک امیرالمومنین [illegible] استقبال [illegible] ہے۔

[illegible] اور کوئی شریک [illegible] اعلیٰحضرت کا نہیں۔ خدا محفوظ رکھے۔

غذائے روحانی

معدن النغمات

لیجئے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ بڑا بین گرو لگا دیا

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے اور گیتون کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھلائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی سے

جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

لیجئے

تان سین کے عہد سے لے کر زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی کل چیزیں اور ان کے بیخفل کی بولی ٹھمری اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگ کی ٹھمری اور ہوریان اس کتاب مین انہی کے لکھی گئی مین لطف یہ کہ اگر آپ ستار کے سے ادا کرنے پر قادر ہین ڈوکا کے ہور بھی لینے کے بعد ہو کر نہایت آسانی سے ایک کتاب مین لکھ دیے گئے اسطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جیسے کہ استاد خود تعلیم دیتا ہو اور ایک سوال کا جواب یا سارنگی سے کام حاصل کر سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سارنگ نواز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے انکو اپنا صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا ماحصل اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادون کی رائیان اس مین موجود ہین۔ قیمت پانچ روپیہ۔

محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ